حب رسالت ﷺ کے تقاضے

❁ مولانا مفتی محمد نعیم

محبت ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان بلکہ ہر مخلوق کے دل میں ودیعت کررکھا ہے، اس جذبہ کی وجہ سے دل محبوب کے لیے نرم وکشادہ ہوجاتا ہے، اوراس جذبہ میں ایک پُرسکون لذت بھی پائی جاتی ہے چنانچہ یہی جذبہ محبت انسان کواس کے محبوب کے سامنے عجز و نیاز اوراس کے احکام کی تابعداری کا سبب بنتا ہے۔ والدین کی محبت، اولاد کی محبت، اساتذہ و مشائخ کی محبت اور ہر محسن کی محبت وغیرہ وغیرہ جائز محبت کے فروغ ہیں۔ اب اگر خدانخواستہ اس جوہر محبت کا استعمال کسی حرام محل میں ہوتو اس محبت کی لذت کی حالت خارش کی طرح ہوتی ہے، جس کے کھجانے میں گو وقتی طور پر لذت محسوس ہوتی ہے مگر کھجانے کے بعد پہلے سے زیادہ سوزش تکلیف اور بے سکونی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور اگر کوئی خوش بخت انسان اسی جوہر محبت کو ایسی جگہ استعمال کرے جو نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ ہو بلکہ مامور ہو، جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ سے نسبت رکھنے والے ہر شخص اور ہر چیز کی محبت تو ایسی محبت میں بھی پرکیف لذتی ہوتی ہے۔ جیسے جیسے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس کے دل میں سکون، راحت اور اطمینان بڑھتا رہتا ہے۔

حب رسول ﷺ حاصل کرنے کا طریقہ

آنحضرت ﷺ کی محبت کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ:

(۱) آپ ﷺ کے کمالات ظاہرہ وباطنہ اور آپ کے اُسوۂ حسنہ کا مطالعہ کرے۔

(۲) آپ ﷺ کے اُمت پر جو بے شمار احسانات ہیں ان کو سوچا کرے۔

❁ چانسلر جامعہ بنوریہ انٹرنیشنل سائٹ کراچی

(۳) آپ ﷺ کی محبت کے حصول کی نیت سے کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔
(۴) اللہ تبارک وتعالیٰ سے آپ ﷺ کی محبت کے حصول کی دعا کیا کرے۔
(۵) وہ اہل اللہ کاملین جو اس دولت عظمیٰ سے اپنے قلب کو باغ و بہار بنا چکے ہیں ان کی صحبت و معیت اختیار کرے۔

رسول عربی ﷺ سے محبت اور اس کا تقاضا

حدیث شریف میں ہے:

عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: "لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ (۱)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

حضور اکرم ﷺ سے محبت جزو ایمان ہے۔ ''محبت'' ایک تو طبعی ہوتی ہے جیسے اولاد کو باپ سے یا باپ کو اولاد سے محبت ہوتی ہے، اس محبت کی بنیاد طبعی وابستگی اور فطری تقاضا ہوتا ہے، اس کے برخلاف ایک محبت عقلی ہوتی ہے جو کسی طبعی وفطری وابستگی اور تقاضے کے تحت نہیں ہوتی، بلکہ کسی عقلی ضرورت ومناسبت اور خارجی وابستگی کے تحت کی جاتی ہے، اس کی مثال مریض اور دوا کی ہے یعنی بیمار شخص دوا کو اس لیے پسند نہیں کرتا کہ دوا لینا اس کا طبعی اور فطری تقاضہ ہے، بلکہ یہ دراصل عقل کا تقاضا ہوتا ہے کہ اگر بیماری ختم کرنا ہے اور صحت عزیز ہے تو دوا استعمال کرنی ہوگی، خواہ اس دوا کی تلخی اور کڑواہٹ کا طبیعت پر کتنا ہی بار کیوں نہ ہو۔

اور کبھی یہی عقلی محبت، طبعی محبت کا روپ دھار لیتی ہے، شاعر کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار لیلی   اقبل ذا الجدار و ذا الجدار

وما حبّ الدیار شغفن قلبی   ولکن حبّ من سکن الدیار (۲)

ترجمہ: ''میں لیلیٰ کے گھر پر گزرتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اُس دیوار کو، میرے دل کو

گھر کی محبت نے نہیں، بلکہ اس گھر کے رہنے والے کی محبت نے پھاڑا ہے۔"

بہر حال حدیث مبارک کا حاصل یہ ہے کہ تکمیلِ ایمان کا مدار حب رسول ﷺ پر ہے۔ جس شخص میں ذاتِ رسالت سے اس درجہ کی محبت نہ ہو (کہ اس کے مقابلہ پر دنیا کے بڑے سے بڑے رشتے، بڑے سے بڑا تعلق اور بڑی سے بڑی چیز کی محبت بھی بے معنی نہ ہو) وہ کامل مسلمان نہیں بن سکتا۔ ایمان کی حلاوت اور چاشنی حضور اکرم ﷺ سے محبت ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت انسؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

"ثلٰث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون اللّٰه ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا للّٰه وان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار." (۳)

ترجمہ: "جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی (حقیقی) لذت سے لطف اندوز ہوگا۔

(۱) اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو۔

(۲) یہ کسی بندہ سے اس کی محبت محض اللہ (کی خوشنودی) کے لیے ہو۔

(۳) وہ اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔"

کمالِ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے ہیچ ہو۔ اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ ایمان کی حقیقی دولت کا مالک تو وہی شخص ہے جو ان تینوں اوصاف سے پوری طرح متصف ہو اور ایمان کی حقیقی لذت کا ذائقہ وہی چکھ سکتا ہے جس کا دل ان چیزوں کی روشنی سے منور ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ خالق کائنات ہیں اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کا منشا یہ ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کمالات کے مظہر ہیں۔

کسی سے محبت تین وجوہات کی بنا پر کی جاتی ہے۔

(۱) جمال (۲) کمال (۳) نوال

حضور اکرم ﷺ میں یہ تینوں صفات بطریق اتم واکمل موجود تھیں۔ حضرت زہرہ بن معبدؓ

کہتے ہیں، کہ میں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے تھے، آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بلاشبہ آپ کی محبت اپنے دل میں سوائے اپنی جان کے ہر چیز سے زیادہ محسوس کرتا ہوں، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، حضرت عمرؓ نے عرض کیا بیشک! اب تو آپ میری جان سے زیادہ محبوب ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے عمر! ہاں (اب تم کامل مومن ہو)

علماء نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس محبت سے مراد عقلی محبت ہے، طبعی اور اضطراری محبت جو کہ غیر اختیاری ہے مراد نہیں ہے، اور عقلی محبت کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ اسکے نزدیک آنحضرت ﷺ کا حکم اور آپ کی مبارک سنت ساری مخلوق سے راجح ہو، آپ ﷺ کے حکم کے سامنے اگر جان، مال، اولاد، خواہشات بلکہ تمام لوگوں کو قربان کرنا پڑے تب بھی دریغ نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ والدین، اعزہ واحباب، بیوی بچوں اور دوسرے لوگوں کی خاطر یا اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''آپ ﷺ ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے، اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں، رحم فرمانے والے ہیں۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت کی علامت کو دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی تمام خواہشات اس دین کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ محبت میں سچا ہونے کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) محبوب کے کلام کو دوسروں کے کلام پر ترجیح دینا۔
(۲) محبوب کی مجالست کو دوسرے کی مجالست پر ترجیح دینا۔
(۳) محبوب کی رضا اور خوشنودی کو، دوسرے لوگوں کی رضا و خوشنودی کے مقابلے میں ترجیح دینا۔

یہ بات یاد رہے کہ ایمان کا مزا اور چاشنی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ طبعی طور پر بھی آپ ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب نہ آجائے اور روح و جان کے رگ و ریشے میں آپ ﷺ کی محبت سرایت نہ کر جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی خوش نصیب کو ایسی محبت عطا فرما دیں تو پھر اس کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ایک ایک ادا میں اتباع کے بغیر کسی لمحہ اور کسی کروٹ چین نہیں آتا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تین خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔
(۱) اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔
(۲) جس شخص سے بھی محبت کرے اللہ کے لیے کرے۔
(۳) وہ کفر پر لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند سمجھے جیسے آگ میں جانے کو۔

ان احادیث مبارکہ کا کھلے لفظوں میں پیغام یہ ہے کہ ایمان کی لذت اور حلاوت حاصل ہونے میں اس بات کو بڑا دخل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس کے دل میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کیلئے کیا سامان کر رکھا ہے؟ (جو اس کے آنے کا تجھے شوق ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کیلئے کچھ بہت نماز روزہ کا سامان تو نہیں کیا مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا (سو تجھ کو میرا یعنی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے

ساتھ بھی ہوگا) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے۔ اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ اور رسول اللہ کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جائے گی۔

حب رسالت کا معتبر راستہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور عالم ﷺ کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے راستے سے حاصل ہو۔ اگر حضور اکرم ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر مثلاً طبلہ، سارنگی اور گانے بجانے سے تڑپ اور عشق پیدا ہو تو یہ عشق معتبر نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اعلان فرمادیں "قل ان کنتم تحبون اللّٰہ" (٦) تمہیں پیار کرے گا جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے اعلان کروادیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بننا چاہتے ہو تو میرا چلن چلو۔ ہمارا پیارا نبی ﷺ ایسا پیارا ہے کہ جو اس کی چلن چلتے ہیں ان پر بھی ہم کو پیار آتا ہے، ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ آپ دنیاوی محبت میں دیکھیے کہ کسی کا ایک بیٹا وہ اور اس بیٹے کی طرح محلہ کا کوئی لڑکا چل رہا ہو تو باپ کو اس پر بھی پیار آتا ہے کہ دیکھو یہ میرے بیٹے کی طرح چلتا ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ جو بھی ان کی چلن چلتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہو جاتا ہے۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ آپ کی سنت کے طریقوں کو چھوڑ کر ہم حضور اکرم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صحابۂ کرامؓ جو حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلے اور جن کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا پروانہ مل گیا کہ صحابۂ کرامؓ سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے تو ان کا راستہ کتنا مستند ہے اور اسی سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرامؓ کے طریقہ کو چھوڑ کر عشق کا دعویٰ غیر معتبر ہے شاعر کہتا ہے۔

مستند رستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

خلاف سنت عشق ومحبت کا دعوی غیر مستند اور غیر معتبر ہے

صحابہؓ کرامؓ جس راستے سے گذرے ہیں وہی راستہ مستند ہے، وہی راستہ معتبر ہے۔ بتاؤ کوئی ہے صحابی جس نے حضور اکرم ﷺ کی محبت میں بینڈ باجے اور گانے بجانے کے ساتھ جلوس نکالا ہو؟ آہ نکلتی ہے آج ان نالائقوں اور جاہلوں پر کہ نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں، نمازوں کا وقت جا رہا ہے اور پیر صاحب گھوڑے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور طبلہ سارنگی کے ساتھ بینڈ باجے کی دھن پر نعت شریف ہو رہی ہے اور نماز فرض قضا ہو رہی ہے۔ آپ بتائیے یہ کون سا عشق ہے؟ کیا صحابہؓ کرامؓ نے کبھی ایسا کیا؟ یہ سب کیا ہے؟ محض ایک تماشہ ہے، کھیل کود ہے، اسکا سنت کے راستے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر یہ سنت ہوتی تو صحابہؓ کرامؓ ضرور اس کو اختیار کرتے۔ جو جان دے سکتے ہیں، شہید ہوسکتے ہیں وہ یہ بینڈ باجا جلوس نہیں نکال سکتے تھے؟ بتاؤ جان دینا زیادہ مشکل ہے یا یہ بینڈ بجانا۔ لیکن آج افسوس ہے کہ کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کا کیا طریقہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ

حضور اکرم ﷺ سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے حضور اکرم ﷺ پیدا ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ کی مرضی پر چلانے کیلئے ہمارے نفس نالائق کو مٹانے کیلئے، اعمال کی اصلاح کیلئے اس پر عمل کر کے ہم پاک رسالت ﷺ کو خوش کر دیں لہٰذا اگر محبت کا حق ادا کرنا ہے تو جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں، پانچوں وقت کی نمازوں کا ارادہ کر لیں، بیویوں کی اگر پٹائی کر رہے ہیں تو اس سے توبہ کر لیں غرض جتنے ظلم ہیں، اغوا برائے تاوان یا قتل و خون وغیرہ ان سب جرائم سے باز آجائیں تو سمجھ لو ہم نے عشق رسالت ﷺ کا حق ادا کر دیا، حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک کو خوش کر دیا مگر بجائے اصلاح عمل کے آج حضور اکرم ﷺ کی محبت کا حق یہ سمجھا جا رہا ہے کہ بینڈ باجے لائے جائیں اور تماشے کیے جائیں۔

ان سے دنیا میں شاید نام ونمود حاصل ہو جائے آخرت میں کچھ نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حب نبوی ﷺ کی دولت سے مامور فرمائے۔ (آمین)

حواشی وحوالہ جات

(۱) صحیح البخاری امام بخاری ج/۱،ص/۷
(۲) مولانا اشرف علی تھانوی خطبات حکیم الامت ج/۱۷،ص/۳۰۸
(۳) صحیح البخاری امام بخاری ج/۱،ص/۷
(۴) سورۂ آل عمران/۳۱
(۵) ایضاً
(۶) محمد ارسلان بن اختر اکابر دیوبند اور عشق رسول ﷺ ۲۰۰۳ء، ص/۱۰۸-۱۰۹

ہماری ویب سائٹ پر مجلّہ کا مفت مطالعہ کریں

www.auicks.org

''میرج بیورو''

ویب سائٹ پر ''میرج بیورو'' کے نام سے نیا شعبہ قائم کر دیا گیا ہے اساتذہ کرام خود اپنے یا متعلقین کے رشتوں کے لئے مقررہ فارم کے اندراجات مکمل کرنے کے بعد امیدوار کا اصلی یا فرضی نام مع جملہ کوائف ویب سائٹ پر جاری کر دیا جائے گا دلچسپی رکھنے والے ملک یا بیرون ممالک سے پیش کردہ پتہ پر رجوع کر کے باہمی امور طے کر لیں گے۔

مزید معلومات کے لئے ممبران میرج بیورو کمیٹی

☆ پروفیسر بلقیس اختر صاحبہ ☆ پروفیسر نفیسہ قدوائی صاحبہ
☆ پروفیسر سعیدہ پروین صاحبہ ☆ پروفیسر قیصر انوار صاحبہ
☆ پروفیسر نیلوفر شاہ صاحبہ ☆ پروفیسر تسنیم کوثر صاحبہ

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ (رجسٹرڈ)

صدر انجمن: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

پتہ: مکان نمبر 162 سیکٹر L/8، اورنگی ٹاؤن کراچی، فون: 021-6659703